FLOW CHART — ترتیبی نقشہ ربط

MACRO-STRUCTURE — نظمِ جلی

47- سُوْرَۃُ مُحَمَّدٍ

آیات : 38 ...... مَدَنِیَّۃٌ ...... پیراگراف : 6

مرکزی مضمون :
دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے ، اللہ کی راہ میں کافروں کے ساتھ مال کا جہاد یعنی ﴿ اِنفاق ﴾ اور جان کا ﴿ جہاد ﴾ ضروری ہے۔

پہلا پیراگراف — آیات 1 تا 3 — کافرین اور مومنین کے عقیدے اور منہج موقف اور پوزیشن کی وضاحت

دوسرا پیراگراف — آیات 4 تا 9 — اَحکامِ جنگ اور فلسفۂ جہاد

تیسرا پیراگراف — آیات 10 تا 15 — مجاہدین کا ﴿ مولیٰ ﴾ اللہ ہے

چوتھا پیراگراف — آیات 16 تا 23 — منافقین کا جہاد سے فرار

پانچواں پیراگراف — آیات 33 تا 35 — اہلِ ایمان مجاہدین کے لیے ہدایات

چھٹا پیراگراف — آیات 36 تا 38 — ﴿ جہاد ﴾ کی کامیابی کے لیے ﴿ انفاق ﴾ کی اپیل

زمانۂ نزول اور پسِ منظر

﴿ سُورۃ مُحَمَّد ﴾ کا دوسرا نام ﴿ سورۃُ القِتَال ﴾ بھی ہے۔﴿سُورۃ مُحَمَّد﴾ غالباً شعبان یا رمضان 2 ھ میں، جنگِ بدر سے پہلے نازل ہوئی۔

اس سے پہلے سورۃ ﴿التغابُن﴾، ﴿سُورۃُ البَقَرَۃ﴾ اور ﴿سورۃُ الطَّلاق﴾ نازل ہو چکی تھیں۔

سورۃ ﴿التغابُن﴾ میں صرف انفاق کا مطالبہ ہے، جب کہ یہاں سورۃ ﴿محمد﴾ میں انفاق اور جہاد دونوں کی اپیل کی گئی ہے۔

ہجرتِ مدینہ کے بعد، مدینہ منورہ میں ایک اسلامی حکومت کی بنیاد رکھ دی گئی، لیکن منافقین، قریشِ مکہ اور دیگر طاغوتی قوتیں اس کو کھوکھلا کرنے کی کوشش میں لگی رہیں۔ مشرکین اور مؤمنین کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے میدان میں ہوا، جب 313 مسلمان مجاہدین نے 1,000 سے زیادہ کی فوج کو شکست دی۔

جنگِ بدر سے پہلے اس ﴿سُورۃ مُحَمَّد﴾ کے نزول کی حکمت یہ تھی کہ مسلمانوں میں جہاد اور انفاق کا جذبہ اُبھارا جائے۔ مسلمانوں پر جنگ کا جواز اور اس کی حقانیت (Legitimacy of War) ثابت کی جائے، تاکہ وہ پورے انشراحِ صدر کے ساتھ مال اور جان کے ساتھ لڑ سکیں، جنگ کے مقاصد واضح کیے جائیں اور اُن منافقین کو تنبیہ کی جائے، جو بلند و بانگ دعوے کیا کرتے تھے، لیکن جہاد کی پکار پر ٹھنڈے پڑ گئے۔

حوامیم کے بعد تین (3) مدنی سورتیں

قرآن مجید میں حوامیم کے بعد تین (3) مدنی سورتیں سورۃ ﴿مُحَمَّد﴾، سورۃ ﴿الفتح﴾، اور سورۃ ﴿الحُجُرات﴾ رکھی گئی ہیں۔ ان کے بعد سات (7) مکی سورتیں آتی ہیں، جن میں امکانِ قیامت کے دلائل اور آخرت کے احوال بیان کیے گئے ہیں۔ یہ سلسلہ سورۃ ق سے شروع ہو کر ﴿سورۃ الواقِعَہ﴾ پر ختم ہوتا ہے۔ ان کے بعد دس (10) مدنی سورتیں رکھی گئی ہیں، جن میں سے بیشتر ﴿ مُسَبِّحات ﴾ ہیں۔

سورۃ محمد کا کتابی ربط

1- پچھلی ﴿سورۃ الاحقاف﴾ میں اللہ کی طرف سے راست اِقدام (Direct Action By Allah) کے ذریعے قوموں کی ہلاکت بالخصوص قومِ عاد کی ہلاکت کا ذکر تھا (احقاف: آیات 21 تا 27)۔

یہاں سورۃ ﴿ مُحَمَّد ﴾ میں، مسلمانوں کے ہاتھوں کافروں کی بالواسطہ (By Indirect Action) ہلاکت کا حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ کافروں کے خلاف جہاد کا حکم دے کر مسلمانوں کو ان کے ایمان وعمل میں آزمانا چاہتا ہے۔

﴿وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَٰكِنْ لِيَبْلُوَ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ﴾ ''اگر اللہ چاہتا تو کافروں سے خود انتقام لے لیتا، لیکن وہ بعض قوموں کو بعض قوموں سے آزمانا چاہتا ہے۔'' (آیت:4)

2- یہاں جہاد کا حکم ہے، اگلی سورۃ ﴿الفتح﴾ میں کثیر مالِ غنیمت ﴿مَغَانِمَ كَثِيرَةً﴾ کی بشارت دی گئی ہے جو ابتدائی انفاق اور جہاد کے نتیجے ہی میں حاصل ہو سکتی ہے۔

اہم الفاظ اور مضامین

1- اس سورت میں برسرِ پیکار دو (2) گروہوں یعنی اہلِ ایمان ﴿الذین آمنوا﴾ اور اہلِ کفر ﴿الذین کفروا﴾ کے درمیان تقابل ملتا ہے، تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ ان کافروں سے کیوں لڑ رہے ہیں؟ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان کیا فرق ہے؟ یہ سورۃ الحج میں وارد الفاظ ﴿هذان خصمان﴾ کی وضاحت ہے۔

(a) ایمان لانے والوں کا ذکر چار (4) آیات میں ہوا ہے۔ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (آیات:2، 3، 12 اور 33)

(b) کفر کرنے والوں کا ذکر سات (7) آیات میں ہوا ہے۔ ﴿الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ (آیات:1، 3، 8، 10، 12، 32 اور 34)

2- مسلمانوں کو صاف بتا دیا گیا کہ ان کا ﴿مولیٰ﴾ حامی، ناصر، سرپرست اور کارساز اللہ تعالیٰ ہے (آیت:11)۔ انہیں ڈرنے اور گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تعداد میں گو کم ہیں، لیکن بالآخر انہی کو فتح حاصل ہوگی۔

3- اللہ تعالیٰ کا یہ اصول (Law of Annihilation) بیان کیا گیا ہے کہ وہ ہلاکتِ اقوام کا اختیار بھی رکھتا ہے (آیت:10) اور انہیں ہلاک کرنے کے بعد ایک دوسری قوم کو امتحان گاہ میں لے آتا ہے۔ یہ اس کا قانونِ استبدالِ اقوام (Law of Replacement) ہے۔ (آیت:38)

4- بخل اور کنجوسی، جہاد کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ بخیل اور بزدل قومیں زیادہ دیر تک اپنی بقاء کی جنگ نہیں لڑ سکتیں (آیات:37، 38) آخری آیت میں بخیلوں کو دھمکی دی گئی کہ اگر وہ جہاد کے لیے دل کھول کر فیاضی نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں ہٹا کر ایک دوسری قوم کو لا سکتا ہے۔

﴿وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ﴾ (آیت:38)۔

5- جہاد کی کامیابی کے لیے تقویٰ ایک بنیادی شرط ہے، ﴿تقویٰ﴾ کا ذکر تین (3) آیات میں کیا گیا۔ دورانِ جہاد، التزامِ تقویٰ بہت سے مفاسد سے مسلمانوں کو بچا لیتا ہے۔ مُتَّقُونَ (آیت:15)، تقویٰ (آیت:17)، تَتَّقُوا (آیت:26)۔

6- منافقین کا ذکر تین (3) آیات میں ہوا ہے، جو قرآن سے ناگواری محسوس کرتے تھے ﴿كَرِهُوا﴾ (آیات:9

26اور 28)۔

7- منافقین کی سرگرمیوں اور سازشوں کو ﴿ مُتَقَلَّب ﴾ کے لفظ سے بیان کیا گیا (آیت:19)۔

سورۃ ﴿مُحَمَّد﴾ کا نظمِ جلی

سورۃ ﴿مُحَمَّد﴾ کی اڑتیس (38) آیات ہیں۔اس کا نظم چھ (6) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 3 : پہلے پیراگراف میں، کافرین اور مؤمنین کے عقیدے اور صحیح موقف اور پوزیشن کی وضاحت کی گئی ہے

مسلمانوں کو کافروں سے جنگ کا جواز (Legitimacy of War) فراہم کیا گیا ہے۔

اہلِ ایمان حق کی پیروی کر رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ پر نازل کردہ وحی پر ایمان لاچکے ہیں، اس کے برخلاف کافر باطل کی۔کافر اللہ کے راستے سے خود رکتے ہوئے، دوسروں کو بھی روک رہے ہیں اس لیے اُن کے اعمال اللہ نے ضائع کر دیے۔اس کے برخلاف اہلِ ایمان کی خطاؤں سے درگذر کر کے اُن کی حالت درست کر دی گئی۔

2- آیات 4 تا 9 : دوسرے پیراگراف میں، اَحکامِ جنگ اور فلسفۂ جہاد بیان کیا گیا ہے

کافروں کے استیصال کے لیے اللہ تعالیٰ کے دو طریقے ہیں۔

(a) اللہ کا راست اقدام ہلاکت Direct Action by Allah

(b) مسلمانوں کے جہاد کے ذریعے ہلاکت In direct Action thru Muslims

کافروں سے مڈبھیڑ ہونے پر اُن کی گردنیں مارنا چاہیے۔اُنھیں گرفتار کیا جاسکتا ہے۔اُن پر احسان کرتے ہوئے فدیہ لے کر چھوڑا جاسکتا ہے۔اگر اللہ چاہتا تو خود ان سے انتقام لے لیتا، لیکن وہ بعض لوگوں کو بعض لوگوں سے آزمانا چاہتا ہے۔اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کے اعمال ہرگز ضائع نہیں ہوں گے، وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اگر اہلِ ایمان اللہ کی مدد کریں گے تو اللہ بھی اُن کی مدد کرے گا اور اُن کے قدم جما دے گا۔اِس کے برخلاف کافروں نے چونکہ اللہ کی نازل کردہ وحی پر ناگواری کا اظہار کیا ہے، اس لیے اُن کے اعمال غارت کر دیے گئے۔

3- آیات 10 تا 15 : تیسرے پیراگراف میں بتایا گیا ہے کہ مؤمن مجاہدین کا ﴿مولیٰ﴾ یعنی سرپرست اللہ ہے

ترغیبِ جہاد دی گئی اور جنت کی چار نہروں کا ذکر کیا گیا۔

تاریخی دلیل پیش کی گئی کہ زمین پر چل پھر کر کافر قوموں کی ہلاکت کے انجام پر غور کرنا چاہیے۔اہلِ ایمان کا سرپرست اللہ ہے جبکہ کافروں کا کوئی سرپرست نہیں۔کافر مویشیوں کی طرح دنیا میں کھا پی لیتے ہیں لیکن ان کا ٹھکانا آگ ہوگا۔ قریش کو بتایا گیا کہ جس شہر سے رسول اللہ ﷺ کو نکالا گیا، اُس شہر سے زیادہ قوت رکھنے والی بستیوں کو اللہ نے ہلاک کر دیا۔اُن کا کوئی ناصر نہیں تھا۔جس کے پاس وحی کی دلیل ہو اور جو نیک عمل کرتا ہو، وہ اُس شخص کے برابر نہیں ہوسکتا

جس کے پاس کوئی دلیل ہی نہ ہو، جس کے لیے برے اعمال خوش نما بنا دیے گئے ہوں اور جس نے اپنی خواہشاتِ نفس کی پیروی کی ہو۔

متقی مجاہدین کے لیے جنت میں پانی، دودھ، شراب اور شہد کی چار نہریں ہوں گی۔ ہر قسم کا میوہ ہوگا اور اللہ کی مغفرت۔ یہ اُن کافروں کی طرح نہیں ہو سکتے، جو دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے، جنہیں کھولتا ہوا ایسا پانی پلایا جائے گا، جو ان کی آنتوں کو کاٹ ڈالے گا۔

4- آیات 16 تا 32 : چوتھے پیراگراف میں، منافقین کے جہاد سے فرار کی ذہنیت کا پول کھول دیا گیا

رسول اللہ ﷺ کی بات کو سن کر اَن سنی کرنے والے منافقین کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ مخلص ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت میں اضافہ کیا جاتا ہے اور اُنہیں اُن کے حصے کا تقویٰ دیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ وہ اپنی اور مسلمانوں کی خطاؤں کی معافی مانگتے رہیں۔

منافقین پہلے جہاد کی سورت کا مطالبہ کرتے رہے لیکن محکم سورت نازل ہونے کے بعد ان پر موت کی غشی طاری ہوگئی۔

وحی کے نازل ہو جانے کے بعد، انہوں نے اس پر ناگواری کا اظہار کیا اور صرف 'جزوی اطاعت' پر رضامندی ظاہر کی۔

ان کے دلوں کے بھیدوں سے اللہ خوب واقف ہے۔

منافقین کے حال پر افسوس ہے۔ کاش یہ لوگ سچی اطاعت کرتے۔ یہ منہ پھیریں گے تو زمین پر فساد برپا کریں گے اور قطع رحمی کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں، جن پر اللہ نے لعنت کی، انہیں اندھا اور بہرا کر دیا۔ کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟ ایمان لانے کے بعد پیچھے پلٹنے والے منافقین کو شیطان نے دھوکہ دیا۔ اس لیے انہوں نے اللہ کی وحی پر کراہیت محسوس کی۔

انہیں خبردار کیا گیا کہ جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے تو انہیں تھپڑ مارے جائیں گے اور ان کی پیٹھوں پر بھی۔

اللہ تعالیٰ منافقین کے مقابلے میں مخلص مجاہدین اور صابرین کو چھانٹ کر رہے گا۔ کافر اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

5- آیات 33 تا 35 : پانچویں پیراگراف میں، اہلِ ایمان مجاہدین کے لیے جہاد کی ہدایات دی گئی ہیں

اہلِ ایمان کو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرنی چاہیے، ورنہ ان کے اعمال غارت ہو جائیں گے۔ جو کفر پر مرے گا اُس کی مغفرت نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں سے کہا گیا کہ نہ تو انہیں کمزوری دکھانی چاہیے اور نہ سمجھوتے کی طرف دعوت دینی چاہیے۔ وہی غالب رہیں گے۔

6- آیات 36 تا 38 : چھٹے اور آخری پیراگراف میں انفاق کا حکم ہے

دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے۔ ایمان اور تقویٰ کے نتیجے میں اجر حاصل ہوگا۔ جہاد کی کامیابی کے لیے مالی انفاق کی اپیل کی جا رہی ہے۔ بخیل لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

یہ ابدی اصول رکھا گیا ہے کہ ﴿ جِہاد ﴾ کی کامیابی کے لیے ﴿اِنفاق﴾ ایک بنیادی شرط ہے۔انفاق کی اپیل کی گئی اور یہ بات صاف صاف بتادی گئی کہ عدمِ انفاق کی صورت میں بخیلوں سے حکومت اور امامت چھین لی جاتی ہے، وہ محکوم بنادیے جاتے ہیں اور انہیں مٹا کر دوسری فیاض قومیں اٹھائی جاتی ہیں۔

مرکزی مضمون

دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے، اللہ کی راہ میں کافروں کے ساتھ مال کا جہاد یعنی ﴿اِنفاق ﴾ اور جان کا ﴿جہاد﴾ ضروری ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ بزدل اور بخیل قوموں کو ہٹا کر فیاض اور بہادر قوم پیدا کرسکتا ہے۔

48- سُوْرَةُ الفَتحِ

آیات : 29 ...... مَدَنِیّۃ ...... پیراگراف : 5

مرکزی مضمون :

مسلمانوں کو خوشخبری کہ صلح حدیبیہ کے بعد فتوحات اور مالِ غنیمت کی فراوانی کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔

پہلا پیراگراف
آیات: 1 تا 7
فتح مبین کی خوشخبری

دوسرا پیراگراف
آیات: 8 تا 10
محمد ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم!

تیسرا پیراگراف
آیات: 11 تا 17
منافقین کو تنبیہ کہ وہ منافقت چھوڑیں!

چوتھا پیراگراف
آیات: 18 تا 26
بیعتِ رضوان کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا

پانچواں پیراگراف
آیات: 27 تا 29
دینِ اسلام، غالب ہونے کے لیے آیا ہے
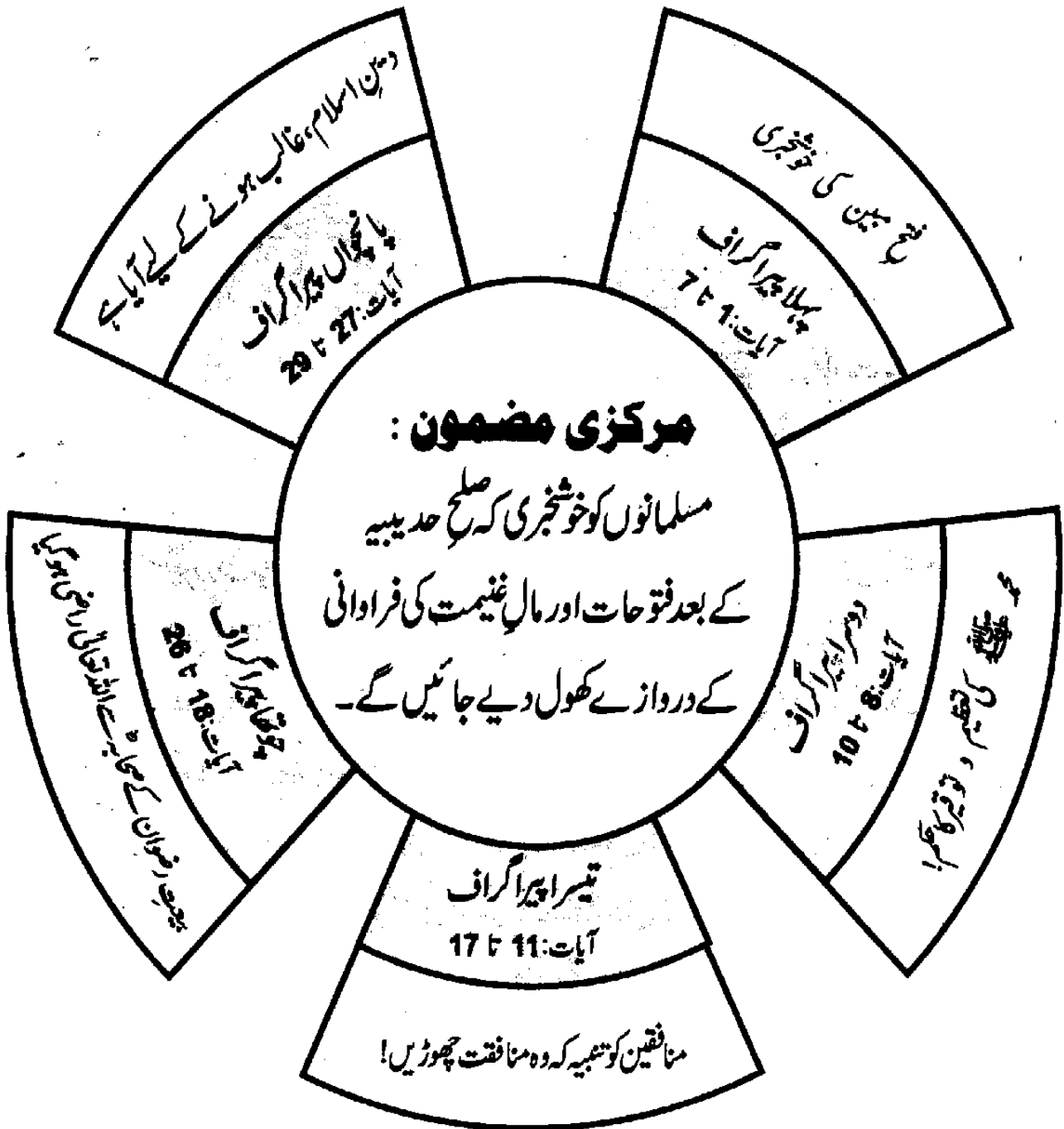
زمانۂ نزول اور پس منظر

سُورت ﴿ الفَتح ﴾، ذوالقعدہ 6 ھ میں، صلحِ حدیبیہ کے بعد، مکۃ المکرمہ سے مدینۂ منورہ کی جانب واپسی کے سفر میں نازل ہوئی۔

1۔ جنگِ اَحزاب: اس سے ایک سال پہلے ہی شوال 5 ھ میں قریشِ مکہ اور دیگر کئی قبائل نے مل جُل کر مدینۂ منورہ کو گھیر لیا تھا، ایک مہینے کے محاصرے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی گئی ایک تیز آندھی کے سبب، وہ ناکام و نامراد واپس ہو گئے تھے اور مدینۂ منورہ کی نوزائیدہ اسلامی حکومت کے خلاف یہ جنگی کارروائی پوری طرح ناکام ہو گئی۔ اس جنگ کو ﴿ جنگِ اَحزاب ﴾ یا ﴿ جنگِ خندق ﴾ کہا جاتا ہے۔

2۔ رسول اللہ ﷺ کا خواب: قریش اور اہلِ عرب کی اس ہزیمت اور پسپائی کے تقریباً ایک سال بعد، رسول اللہ ﷺ کو ایک خواب کے ذریعے وحی کی گئی کہ آپ ﷺ مسجدِ حرام میں داخل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے عمرے کے لیے اعلانِ عام کر دیا۔ منافقین نے اس اقدام کو غلط سمجھا۔ ظاہر ہے یہ دشمن کے منہ میں جانے کے مترادف تھا صرف چودہ سو (1,400) مخلص صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اِحرام باندھا اور اپنی اپنی نیاموں میں تلوار رکھ کر، ستر قربانی کے اونٹوں کے ساتھ مکے کی طرف رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں عازمِ عمرہ ہوئے۔ مکے سے پندرہ میل (22 کلومیٹر) پہلے ایک مقام ﴿حُدَیبِیَۃ﴾ ہے، جسے آج کل شُمَیسی کہا جاتا ہے اور جسے قرآن نے ﴿بطنِ مکہ﴾ کا نام دیا، یہاں رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ ڈالا اور حضرتِ عثمانؓ کو مکے کے اندر بطورِ سفیر روانہ کیا اور اس قافلے کی غرض و غایت سے آگاہ کیا۔ ان کی واپسی میں تاخیر ہوئی، یہ احساس پیدا ہوا کہ شاید حضرتِ عثمانؓ قتل کر دیے گئے ہیں اور اہلِ مکہ کے خلاف جنگی کارروائی ضروری ہے۔

3۔ بیعتِ رضوان: اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے ایک خصوصی حلف لیا، جسے ﴿بیعتِ رضوان﴾ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، تاکہ حضرت عثمانؓ کے قتل کی خبر سچی ثابت ہو جانے کی صورت میں اس قتل کا بدلہ لیا جا سکے۔

4۔ صلح حدیبیہ (ذوالقعدہ 6 ہجری): بعد ازاں قریش نے سہیل بن عمرو کو گفتگو کے لیے بھیجا، جس کے نتیجے میں صلح حدیبیہ کا معاہدہ لکھا گیا۔ اس معاہدے کی رو سے قریشِ مکہ اور مدینے کی اسلامی ریاست کے درمیان دس (10) سال کی جنگ بندی، اس سال کے بجائے اگلے سال (یعنی 7 ھ میں) مسلمانوں کے عمرۂ قضاء، قریش کے کسی آدمی کی مدینہ آمد پر واپسی اور کسی مسلمان کی قریش کے پاس لوٹ جانے پر عدمِ واپسی، اطراف واکناف کے قبائل کو یہ آزادی کہ وہ قریش کے حلیف بھی ہو سکتے ہیں اور مسلم ریاستِ مدینہ کے حلیف بھی ہو سکتے تھے وغیرہ

جیسے نکات پر اتفاق ہو گیا۔ معاہدے کی رو سے، ان دفعات میں سے کسی ایک دفعہ کی خلاف ورزی کی صورت میں بھی پورا معاہدہ منسوخ سمجھا جاتا۔

5۔ فتح خیبر (محرم 7ہجری): جنوبی محاذ سے بے فکر ہونے کے بعد، رسول اللہ ﷺ نے محرم 7ھ میں، صلح حدیبیہ سے واپسی کے بعد، شمالی جانب یعنی خیبر کی طرف رُخ کیا، فتح خیبر سے مسلمانوں کو بہت سارا مال غنیمت نصیب ہوا، جس کی بشارت بھی اسی سورت ﴿الفتح﴾ میں دی گئی ہے۔

6۔ عمرۂ قضاء (ذوالقعدہ 7ہجری): صلح حدیبیہ کے مطابق اگلے سال رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کے ساتھ ذوالقعدہ 7ھ میں عمرۂ قضاء ادا کیا۔ اس کے بعد قریش کی بدعہدی کی وجہ سے صلح حدیبیہ کا معاہدہ منسوخ اور کالعدم ہو گیا۔

7۔ فتح مکہ (رمضان 8ہجری): رسول اللہ ﷺ نے دس ہزار صحابہؓ کو لے کر رمضان 8ھ میں مکے پر دھاوا بول دیا۔ یہ اسلام کی فتح تھی، جس کے بعد لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے گئے۔

صلح حدیبیہ (ذوالقعدہ 6ھ) اسلامی فتوحات کا نقطۂ آغاز ہے، جس کی عملی تصویر رمضان 8ھ میں، فتح مکہ کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ اسی لیے قرآن نے صلح حدیبیہ کو ﴿فَتْحٌ مُّبِين﴾ واضح کامیابی قرار دیا ہے۔

سورۃُ الفَتح کے فضائل

سورۃ الفتح آپ ﷺ کو دنیا اور اس کی تمام نعمتوں سے زیادہ محبوب تھی۔

حضرت زیدؒ بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں جا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ رات کا وقت تھا۔ حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے دوسری مرتبہ سوال کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری مرتبہ پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے آپ سے افسوس کرتے ہوئے کہا: ﴿ثَكِلَتْكَ أُمُّ عُمَرَ﴾ عمر کی ماں اسے گم کر دے۔ رسول اللہ ﷺ سے تو نے تین مرتبہ سوال کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے تجھے کسی مرتبہ بھی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی اور لوگوں سے آگے بڑھ گیا۔ مجھے خوف تھا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن مجید کی کوئی آیت نہ نازل ہو جائے۔ ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ میں نے ایک آواز دینے والے کو سنا جو مجھے پکار رہا تھا۔ میں نے کہا کہ مجھے تو خدشہ تھا ہی کہ میرے بارے میں کوئی آیت نازل نہ ہو جائے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو سلام کیا: آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَيْهِ

ثُمَّ قَرَأَ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ﴾

”آج رات مجھ پر ایک سورت نازل کی گئی ہے، جو مجھے ہر اُس چیز سے زیادہ محبوب ہے، جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ﴾۔

(صحیح بخاری: کتاب التفسیر ، باب تفسیر سورۃ الفتح ، حدیث 4,553)

سورۃُ الفتح کا کتابی ربط

1۔ پچھلی سورت ﴿ مُحَمَّد ﴾ میں جہاد اور انفاق کا مطالبہ کیا گیا تھا اور بتایا گیا تھا کہ بخل کا رویہ اختیار کرنے پر، اللہ تعالیٰ اپنے قانونِ استبدال کے تحت، کسی اور قوم کو اٹھا کر اس سے جہاد اور انفاق کا کام لے سکتا ہے۔ یہاں اس سورت ﴿ الفَتح ﴾ میں جہاد اور انفاق کے فوائد اور ثمرات کی بشارت ہے، جس کی نشاندہی ﴿مَغَانِمَ كَثِيرَة ﴾ کے لفظ سے کی گئی۔

2۔ اس سورت ﴿الفتح ﴾ میں اُن لوگوں کا ذکر ہے، جو عمرے کے سفر کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں گئے اور یہ بدگمانی کر رہے تھے کہ یہ لوگ بخیر واپس نہیں لوٹیں گے۔ اگلی سورت ﴿الحُجُرات ﴾ میں واضح کر دیا گیا کہ محض زبان سے ایمان لانے والے مومن نہیں ہو سکتے۔ وہ اسلام کے دبدبے سے مرعوب ہو کر مسلم ہو گئے ہیں سچے مومنوں کی پانچ صفات بیان کی گئیں کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں، رسول پر ایمان لاتے ہیں، پھر شک میں مبتلا نہیں ہوتے۔ پھر مال سے اور اُس کے بعد جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ یہی سچے لوگ ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- اس سورت میں دو (2) مرتبہ یہ بات مسلمانوں کو ذہن نشین کرائی گئی کہ فتح و نصرت اللہ کی جانب ہی سے آتی ہے۔ زمین و آسمان کے سارے ﴿جُنُود ﴾ یعنی لشکر اللہ ہی کے اختیار میں ہیں ﴿وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ﴾۔

2- رسول اللہ ﷺ اور مخلص صحابہؓ کے بارے میں بدگمانی ﴿ ظَنَّ السَّوْءِ ﴾ کرنے والے منافقین کو دو (2) مرتبہ تنبیہ کی گئی۔

(a) اللہ منافقین اور مشرکین کو سزا دے گا، اُن پر اللہ کا غضب ہوگا، لعنت ہوگی اور وہ جہنمی ہوں گے۔

﴿ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِينَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ﴾ (آیت:6)۔

(b) منافقین نے بدگمانی سے کام لیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اور دیگر صحابہؓ عمرے کے سفر کے بعد خیریت سے مدینہ نہیں پہنچ سکیں گے۔

﴿بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا﴾ (آیت:12)۔

3- اس سورت میں، فتوحات کی بشارت ہے۔ چنانچہ دو سال کے اندر اندر فتح مکہ ہوئی اور اس کے بعد کے دس بارہ سالوں میں شام، عراق، ایران، خراسان، آذربائی جان، فلسطین، مصر، لیبیا اور دیگر علاقے یکے بعد دیگرے فتح ہوتے گئے۔ مسلمانوں کو مالِ غنیمت ﴿مَغَانِمَ كَثِيْرَة﴾ بھی ملتا گیا۔

(a) کثیر مالِ غنیمت حاصل ہونے کی بشارت دی گئی۔

﴿وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ (آیت:19)

(b) اللہ نے مسلمانوں پر کافروں کے ہاتھ روک لیے اور مستقبل میں کثیر مالِ غنیمت کی بشارت ہے۔

﴿وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ﴾ (آیت:20)

4- عمرے کی عبادت میں شرکت سے محروم ہونے والے لوگوں کے لیے، 'پیچھے کر دیے جانے والے افراد' یعنی ﴿مُخَلَّفُوْنَ﴾ کی اصطلاح تین (3) مرتبہ استعمال کی گئی۔

(a) نفاق زدہ ﴿مُخَلَّفُوْنَ﴾ دیہاتیوں کے حیلے بہانوں کا پول کھول دیا گیا کہ اُن کے دلوں میں وہ ہے جو اُن کی زبانوں پر نہیں۔

﴿سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ﴾ (آیت:11)

(b) نفاق زدہ ﴿مُخَلَّفُوْنَ﴾ کے بارے میں ہدایت دی گئی کہ آئندہ کے جنگی سفر (غزوۂ خیبر) میں انہیں ساتھ نہیں رکھا جائے گا۔

﴿سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا﴾ (آیت:15)۔

(c) نفاق زدہ دیہاتی ﴿مُخَلَّفُوْنَ﴾ سے کہا گیا کہ انہیں مستقبل میں ایک بڑی جنگ میں شرکت دعوت دی جائے گی اور اُن کے ایمان کو آزمایا جائے گا۔ ﴿قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ﴾ (آیت:16)۔

5- درخت کے نیچے بیعت (بیعتِ رضوان) کرنے والے مخلص صحابہؓ کو ﴿رَضِیَ اللّٰہُ﴾ کے خطاب سے نوازا گیا۔ (آیت 18) اور ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحیم اور کافروں پر سخت ہیں۔ ہر وقت اللہ کے فضل اور ﴿رضوان﴾ یعنی اللہ کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں (آیت: 29)۔

6- صلح حدیبیہ میں قریش کے ساتھ دب کر صلح کی گئی تھی۔ اس پر بعض لوگ مطمئن نہیں تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ﴿سَکِینَت﴾ نازل کی۔ اس سورت میں ﴿سَکِینَت﴾ کے نزول کا ذکر تین (3) مرتبہ ہوا۔

(a) ایمان میں مزید اضافے کے لیے ان چودہ سو مسلمانوں کے دل پر سکینت نازل کی گئی، جو روئے زمین کے سب سے بہتر لوگ تھے۔

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ﴾ (آیت:4)۔

(b) درخت کے نیچے بیعت کرنے والے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے راضی ہو جانے کی بشارت دی گئی اور ان پر سکینت کے نزول کا ذکر کیا گیا۔

﴿لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا﴾ (آیت:18)۔

(c) کافروں کے دلوں پر ﴿حَمِيَّةَ الجَاهِلِيَّةِ﴾ کا غلبہ تھا۔ اس کے مقابلے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مومنین کے دل پر سکینت نازل کی۔

﴿اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا﴾ (آیت:26)۔

سورۃ الفتح کا نظمِ جلی

یہ سورۃ پانچ (5) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 7 : پہلے پیراگراف میں، صحابہؓ کو فتحِ مبین کی دنیاوی خوشخبری دی گئی

مؤمنین کے لیے جنت اور منافقین کے لیے اُخروی جزاء و سزا کا وعدہ کیا گیا، جو اللہ کے بارے میں شدید قسم کی بدگمانیوں کا شکار تھے۔ مومنین کو سمجھایا گیا کہ آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اللہ تعالیٰ کے تابع ہیں۔ وہی فتح و نصرت عطا کرنے والا ہے۔

2- آیات 8 تا 10: دوسرے پیراگراف میں، محمد ﷺ کے منصبِ شہادت و انذار و تبشیر کا ذکر کر کے ان کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعتِ رضوان کرنے والوں کے بارے میں کہا گیا کہ انہوں نے اللہ سے بیعت کی ہے اور اُن کے ہاتھوں کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے۔ عہد کی پاسداری کرنے والوں کے لیے اجرِ عظیم ہوگا۔

3- آیات 11 تا 17: تیسرے پیراگراف میں، منافقین کو تنبیہ کی گئی کہ وہ منافقت چھوڑ دیں! مخلص بنیں ! عذاب سے بچیں! جہاد میں حصہ لیں۔

منافقین کو مستقبل کا نقشہ دکھایا گیا کہ انہیں ایک طاقتور قوم کے خلاف لڑنے کی دعوت دی جائے گی، جن سے وہ لڑیں گے، یا پھر وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ ایسی صورت میں اگر وہ اطاعت کا رویہ اختیار کریں گے تو اجر و ثواب کے مستحق ٹھہریں گے۔ نافرمانی کی صورت میں عذابِ الیم سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جہاد میں شرکت سے صرف اندھے لنگڑے اور مریض آدمی ہی کو رخصت حاصل ہے، منافقین کو حیلے بہانے چھوڑنے ہوں گے۔

4- آیات 18 تا 26 : چوتھے پیراگراف میں، خوشخبری سنائی گئی کہ بیعتِ رضوان کے صحابہؓ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اور وہ انہیں کئی فتوحات اور مالِ غنیمت ﴿مَغَانِمَ كَثِيرَة﴾ سے نوازے گا۔

اللہ تعالیٰ کے احسان کا ذکر ہوا کہ اُس نے حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کے ہاتھ کافروں پر اور کافروں کے ہاتھ مسلمانوں پر روکے رکھے۔ اللہ کا مزید احسان یہ تھا کہ مشرکین مکہ کی ﴿حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ کے مقابلے میں اللہ نے سکینت نازل کی اور انہیں تقویٰ سے نوازا۔

5- آیات 27 تا 29 : پانچویں اور آخری پیراگراف میں، عمرے سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے خواب کی سچائی بیان کر کے یہ بات بالکل واضح کر دی گئی کہ دینِ اسلام ، غالب ہونے کے لیے آیا ہے۔ ﴿لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾

مہاجرین و انصار پر مشتمل صحابہؓ کی اس مختصر جماعت کی نوزائیدہ فصل اب اپنے بل بوتے پر کھڑی ہوگئی ہے۔ اب دنیا میں اسلام کی روشنی پھیل کر رہے گی۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کی شان بیان کی گئی کہ وہ کافروں پر سخت ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحیم ہیں۔ رکوع اور سجود کا اہتمام کرتے ہیں۔ اللہ کے فضل اور اُس کی رضوان کے حصول کے متلاشی رہتے ہیں۔ ایمان اور اعمال صالحہ کے نتیجے میں مغفرت اور اجرِ عظیم کی بشارت ہے۔

مرکزی مضمون

مسلمانوں کو خوشخبری دی گئی ہے کہ صلحِ حدیبیہ کے بعد فتوحات اور مالِ غنیمت کی فراوانی کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور منافقین کو خبردار کیا گیا ہے کہ ان کے حق میں یہی بہتر ہے کہ وہ سچے دل سے ایمان لا کر اِخلاصِ عمل کا ثبوت دیں۔ اسلام دنیا میں تمام غلبہ پسند قوتوں کو مغلوب کر کے غالب ہو کر رہے گا۔